بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مجلہ القلم کا چھٹا شمارہ پیش خدمت ہے۔ شعبہ جاتی مجلات کا بنیادی مقصد اساتذہ کرام کے علمی تجربات اور ان کی تحقیقی نگارشات کی اشاعت ہوتا ہے۔ حسب روایت اس شمارہ میں بھی اردو، عربی اور انگریزی زبان میں ادارہ کے اساتذہ کرام اور دیگر اہل علم کے تحقیقی مقالات شامل کیے گئے ہیں۔

ادارہ اس امر کے لیے کوشاں ہے کہ مذکورہ مجلہ 'معیارِ تحقیق' کے لحاظ سے وطن عزیز کے معاصر مجلات میں ممتاز ہو۔ بعد ازاں اس کا شمار بین الاقوامی سطح کے تحقیقی مجلات میں ہو، یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ملک بھر کے اہل علم و دانش بالعموم اور ادارہ کے اساتذہ کرام بالخصوص اپنا کردار ادا کریں۔

اس مجلہ کی اشاعت کا ایک خصوصی پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں جہاں اہل علم کے علمی تجربات وتحقیقات کی اشاعت ہوتی ہے، وہاں وطن عزیز میں علوم اسلامیہ کی تعلیم و تدریس کی راہ میں حائل مشکلات و مسائل اور عصری تقاضوں کے پیش نظر راہنمائی کی بھی سعی کی جاتی ہے۔

آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں، اس میں عالمی حالات بالعموم، دنیائے اسلام کے حالات بالخصوص، بڑی تیزی سے تغیر پذیر ہیں۔ ان بدلتے ہوئے حالات میں امتِ مسلمہ کی راہنمائی اور قیادت کرنے والے دینی و علمی اداروں کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں کہ وہ نئے حالات کے مطابق اپنی حکمت عملی مرتب کریں، تاکہ اسلام کے ابدی پیغام کو موثر انداز میں پہنچایا جا سکے۔ اس ضمن میں جہاں ایک طرف نصاب ہائے تعلیم و تدریس اور تحقیق کے موضوعات کا جہاں بڑی احتیاط کے ساتھ تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔ وہاں دوسری طرف نئے تقاضوں اور ضروریات کے مطابق تحقیق کے مقاصد اور رجحانات کا تعین بھی نہایت ضروری ہے۔ اس غرض کے لیے ہمیں اپنے ماضی کے کام کا جائزہ لے کر حال کی حکمت عملی او مستقبل کی ترجیحات متعین کرنا ہوں گی۔

القلم اور اس جیسے دیگر مجلات کو ایسی صورت حال میں اپنا حقیقی کردار ادا کرنا ہے اور امت مسلمہ کی علمی و دینی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی شعبوں میں راہنمائی فراہم کرنا ہے۔

ادارہ علوم اسلامیہ کے قیام کو پچاس برس (۱۹۵۲ء-۲۰۰۲ء) پورے ہو چکے ہیں۔ اس ضمن میں ادارہ کی خواہش ہے کہ سنِ عیسوی ۲۰۰۳ء کو پچاس سالہ تقریبات کے طور پر منایا جائے۔ اس سلسلہ میں جہاں دیگر علمی

مجالس منعقد کی جائیں وہاں 'القلم' کا آئندہ شمارہ شعبہ کی پچاس سالہ تاریخ کا آئینہ دار ہو۔ اس ضمن میں شعبہ کے بانی و نامور اساتذہ کرام کا تعارف وعلمی سرگرمیاں اور فاضلین اور وابستگان کے تاثرات شامل ہوں۔
اگرچہ اس سلسلہ میں شعبہ کے ابنائے قدیم کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا گیا تھا اور اب ان سطور کے ذریعے دوبارہ اس درخواست کا اعادہ کیا جارہا ہے کہ وہ شعبہ کی تاریخ، اساتذہ کرام اور علمی سرگرمیوں کے بارے میں معلومات اور تاثرات فوری طور پر ایڈیٹر کو ارسال کریں۔ تاکہ آئندہ شمارہ ایک یادگار دستاویز بن سکے۔

القلم کا زیر نظر شمارہ طباعت کے آخری مراحل میں تھا کہ یہ اندوہ ناک خبر ملی کہ عالم اسلام کے نامور محقق اور بلند پایۂ عالم ڈاکٹر محمد حمید اللہ امریکہ کی ریاست فلوریڈا میں انتقال فرما گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون).
علم وعمل کا یہ پیکر امت مسلمہ کا قیمتی سرمایہ تھا اور ایک جہان ان سے سیراب ہو رہا تھا۔ شاید ایسے لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے موت العالِم موت العالَم۔ آپ اپنی ذات میں ایک تحریک تھے۔ علم وتحقیق میں جو اسلوب انہوں نے متعارف کرایا وہ تاریخ اسلام کی ایک روشن مثال ہے۔

اس سلسلے میں ادارہ علومِ اسلامیہ میں ۱۱ جنوری ۲۰۰۳ء کو مرحوم کی یاد میں ایک تعزیتی سیمینار ہوا، جس میں پروفیسر عبدالجبار شاکر اور ادارے کے استاذ ڈاکٹر محمد عبداللہ نے مرحوم کی زندگی کے مختلف گوشوں، اسلوب تحقیق اور علمی کارناموں پر روشنی ڈالی۔ اس موقع پر ادارہ کی طرف سے اس خواہش کا اظہار کیا گیا کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم کی فکر کی اشاعت، علومِ اسلامیہ میں ان کے منہج تحقیق کے فروغ کے لیے ادارہ علومِ اسلامیہ میں ان سے موسوم ڈاکٹر محمد حمید اللہ مسند Dr. Muhammad Hamidullah Chair قائم کی جائے۔ امید ہے کہ جامعہ کے ارباب اختیار اس طرف توجہ دیں گے۔

اس شمارہ کی ترتیب وتسوید اور طباعت میں ادارے کے اساتذہ کرام محترم ڈاکٹر محمد سعد صدیقی اور ڈاکٹر محمد عبداللہ نے خصوصی تعاون فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

قارئین کرام سے یہ بھی گذارش ہے کہ اس شمارہ کے مطالعہ کے دوران جو بھی علمی وفنی نقائص نظر آئیں بلاتکلف نشان دہی فرمائیں اور اپنی قیمتی آراء ہم تک پہنچائیں۔ اس تعاون پر ہم ان کے شکرگزار ہوں گے۔

ڈاکٹر حافظ محمود اختر

ایڈیٹر

اردو مقالات

فکرِ اقبالؒ

پھر جب ہم ان اصولوں کا جائزہ لیتے ہیں جن پر قرآن مجید نے قانون کی بنا اٹھائی ہے تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان سے نہ تو فکر انسانی پر کوئی روک قائم ہوتی ہے، نہ وضع آئین وقوانین پر، برعکس اس کے ان میں جو وسعت، رواداری اور گنجائش موجود ہے اس سے ہمارے غور وفکر کو اور بھی تحریک ہوتی ہے۔

چنانچہ یہی اصول تھے جو فقہائے متقدمین کے پیش نظر تھے اور جن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے متعدد نظامات قانون قائم کیے۔ بعینہٖ جن حضرات نے تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا ہے، خوب جانتے ہیں کہ بہ لحاظ ایک نظام مدنیت اور سیاست اسلام نے جو کامیابی حاصل کی ہے اس کا تقریباً نصف حصہ ہمارے فقہاء کی قانونی ذہانت اور فطانت کا مرہون منت ہے۔

(تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، ص ۲۵۹)